ماہنامہ

جہانِ رضا

لاہور

جون 2017ء رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ



- قصائدرضویہ فارسی کی مختصر شرح
- خوفِ خدا اور امام احمد رضا
- مراتب صوم
- آئیے! کچھ زکوٰۃ کے متعلق سیکھتے ہیں
- امام احمد رضا مجدد دین وملت
- حضرت بابا مستان شاہ مجذوب
- مناقب اعلیٰ حضرت



بیاد

مجدد دین وملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ کے افکار کا حقیقی و تحقیقی ترجمان

ماہنامہ

جہانِ رضا

لاہور

جلد ۲۵/ جون ۲۰۱۷ء/ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ شمارہ ۲۴۰

بیاد

مجدد دین و ملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

بانی مجلس رضا حکیم اہلسنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ماہنامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر

محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ



فہرست

زرتعاون فی پرچہ -/30 روپے

سالانہ چندہ بذریعہ ڈاک -/500

خط و کتابت ترسیل زر اور ملنے کا پتا

مسلم کتابوی داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور

0321-4477511

042-37225605

Email:muslimkitabevi@gmail.com

قصائدِ رضویہ فارسی کی مختصر شرح

(قسط 4) (محمد معین الدین خاں برکاتی)


دِلَم قُربانَت اے دُودِ چراغِ محفلِ مولِد
زِتابِ جعدِ مُشکِینَت چہ خوں افتاد در دلہا

''اے محفل میلاد کے چراغ کے دھویں میرا دل تجھ پر قربان ہے تیرے مشک بو سیاہ خم دار دھویں کی گرمی نے کتنے دلوں کا کیا خون کیا ہے۔''

حلِ مفردات: دود: دھواں ☆ مولد: پیدا ہونے کی جگہ، وقت پیدائش ☆ تاب: برداشت، گرمی، طاقت، روشنی، چمک، چمکنے والا۔ ☆ جعد: گھنگھریالے بال ☆ مشکیں: مشک کے مانند، سیاہ، کالا، مشک آلود، قربان، صدقہ، بھینٹ۔ ☆ چہ: کلمۂ تعجب، کیا۔ ☆ خون: لہو، قتل۔


غریقِ بحرِ عشقِ اَحمدیم اَز فَرحتِ مولِد
کُجا دانند حالِ ما سَبکُسَارانِ سَاحِلہا

''ہم میلاد کی خوشی میں احمد مجتبیٰ (علیہ التحیۃ والثنا) کی محبت کے دریا میں ڈوبے ہوئے ہیں کناروں پر رہنے والے (لاتعلق لوگ) ہمارے حال کو کہاں جان سکتے ہیں۔''

حلِ مفردات: غریق: ڈوبا ہوا ☆ فرحت: خوشی ☆ سبکسار: بوجھ سے ہلکا، فارغ البال، بے تعلق، ساحل، سمندر کا کنارہ۔



مراتب صوم

صدرالافاضل استاذ العلماء مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی

رمضان المبارک کی مناسبت سے میرے استاذ گرامی صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کا مضمون پیش خدمت ہے۔ صدرالافاضل کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں عزیزی محمد انفس نے یہ مضمون اپنے جد امجد تاج العلما مفتی محمد عمر نعیمی نائب ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس کی ادارت میں نکلنے والے رسالے السواد اعظم سے نقل کیا۔ (محمد اطہر نعیمی)

روزے کے تین درجے ہیں

(1) عوام کا روزہ (2) خواص کا روزہ (3) اخص الخواص کا روزہ

عوام کے روزہ میں خواہش اکل وشرب (کھانے پینے) وجماع (خواہشات نفسانی) کو ترک کر کے نفس کو اس کے مشتہیات سے روکا جاتا ہے اور منزل صبر ورضا طے کرائی جاتی ہے بار بار خواہشات اور امنگیں اٹھتی ہیں لیکن ان کو عبدیت (بندگی) واستسلام (فرمابرداری) کے چھینٹوں سے ٹھنڈا کر دیا جاتا ہے اکل وشرب (کھانے پینے) کے تمام سامان اور ضروریات سامنے موجود ہوتے ہیں اور ان پر دسترس کامل حاصل ہوتی ہے نفس میں انکی طلب اور خواہش بھی ہوتی ہے لیکن اس کو رضائے حق کے لئے اپنے تمام مالوفات ٹھکرا دینے کا عادی بنایا جاتا ہے۔

خواص کا روزہ اس سے بالاتر ہے انکا ایک ایک عضو صایم (روزہ دار) ہوتا ہے کان لغو اور ممنوع بات سننے سے اب اس میں فجور (گناہ) کی باتیں ہو یا جھوٹے

قصّے یا غیبت یا ممنوع راگ یا لہو ولعب کی باتیں پرہیز گار صایم اپنے کان کو انکے سنّے سے بچاتا ہے اور ذکر الٰہی تلاوت قران کلمات خیر وعظ ونصائح مسلمانوں کی بہبودی اور مستحب باتوں کے سننے میں اپنی قوت سامعہ کو کام میں لاتا ہے اور بے ضرورت مباح گفتگو سے بھی بچتا ہے حدیث بخاری میں اسی طرف اشارہ ہے جہاں فرمایا ''من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه و شرابه'' جس نے لغو اور باطل بات اور بیہودہ عمل ترک نہ کیا اللہ تعالے کو اسکا خورد ونوش چھوڑنا درکار نہیں۔ ایک اور حدیث میں دارمی سے مروی ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کم من صائم لیس له من صیامه الا الظماء'' کتنے روزداروں کو اپنے روزہ سے بھوک پیاس حاصل ہوتی ہے یہ ان لوگوں کے حق میں ہے جو کھانا پینا تو ترک کر دیتے ہیں مگر نہر ایک بات میں اپنے نفس کا احتساب نہیں کرتے خواص کا روزہ کامل احتساب کے ساتھ ہوتا ہے آنکھ کو وہ ان چیزوں کے دیکھنے میں مصروف کرنا چاہتے ہیں جنکا دیکھنا ثواب ہو زبان کو وہ اس کلام کے تکلم میں (باتوں کو بولنے میں مشغول) رکھتے ہیں جسکا تکلم عبادت یا مستحب ہو اسی طرح ہاتھ پاؤں اور اپنے تمام اعضاء و جوارح کو گناہ اور بے فائدہ کاموں سے روکتے اور بچاتے ہیں اور ان سب کو طاعت و رضائے الٰہی میں مشغول و مصروف رکھتے ہیں اور بسا اوقات اس مقصد کی تکمیل کے لئے وہ ایک گوشہ میں معتکف ہو جاتے ہیں اور امور دنیویہ سے اشتغال ترک کر کے متوجہ بحق ہوتے ہیں۔ روزہ کی حکمت جاننے والے یہ سمجھتے ہیں کہ روزہ میں صرف حرام چیزوں ہی سے نہیں روکا جاتا ہے حرام کام تو بے روزہ کے بھی ممنوع ہیں ان میں ملوث ومبتلا ہونا تو ہمیشہ ہی ناجائز ہے روزہ میں خصوصیت کے ساتھ ان ہی چیزوں سے روکا ہے جو فی نفسہا مباح ہیں کسب حلال سے حاصل کیا ہوا حلال وطیب

کھانا پاک پانی منکوحہ بیوی یہ سب چیزیں حلال تھیں انہیں روزہ میں روکا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال چیزیں بھی جنکا استکثار انسان کے لئے حب دنیا اور غفلت عن اللہ کا باعث ہو کم کر دی جائیں اس لئے خواص اپنے روزہ میں ایسے مباحات کو ترک کر دیتے ہیں جن پر ثواب نہیں ملتا اور جو بے فائدہ ہوں یا انکا فائدہ خالص دنیوی ہو۔ یہ حضرات جنہیں شریعت میں صالحین کہتے ہیں وقت افطار قلیل خوراک پر اکتفا فرماتے ہیں اور خوب سیر ہو کر کھانے سے پرہیز کرتے ہیں اسی طرح انواع طعام میں توسیع سے بچتے ہیں اور لحاظ رکھتے ہیں کہ روزہ کا مقصود کسر (ختم) ہوا و تقویت تقوی ہے اس طرح یہ حضرات کثرت نوم یعنی زیادہ سونے سے بھی بچتے ہیں یعنی نفس کو بھوک پیاس کا احساس ہو اور وہ قوتوں کے ضعف اور انکسار کا شعور کرے قلب میں صفائی پیدا ہو اور ہر روز ضعف قوی ایک اندازہ سے ترقی کرتا رہے اور وسائل شیطان مضمحل ہو جائیں۔ ربانی انوار قوی ہوں اور شیطان حریم قلب کے پاس نہ پھٹک سکے حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ نہایت کبیر السن (بوڑھے) شیخ تھے اور کبیر السن (بڑھاپے) میں ضعف لازم ہی ہے آپ سے عرض کیا گیا کہ عمر شریف بہت زیادہ ہے قوی کمزور ہو چکے ہیں روزوں سے آپکو بہت ضعف ہو جائے گا فرمایا میں ایک طویل سفر کی تیّاری کر رہا ہوں اور اللہ کی طاعت پر صبر کرنا آسان ہے اسکے عذاب پر صبر کرنے سے یہ حضرات روزہ کی قدر و منزلت جانتے ہیں اور انکی نظر میں روزہ کا ثمرہ اور فائدہ یہ ہے کہ جسمانیت اور اسکے لواحقین کو ضعیف کر کے نفس کو ترک شہوات کا عادی بنایا جائے تاکہ انسان مرتبہ انسانیت سے ترقی کر کے ملکیت سے قرب حاصل کر سکے۔ انسان کا مرتبہ بہایم (جانوروں) سے برتر ہے یہ کیوں اس لئے کہ وہ اپنے نور عقل سے کسر شہوت پر قادر ہے اگر وہ شہوات میں مبتلا ہو جائے تو اس کی حالت یہاں تک ردّی ہوتی ہے کہ وہ اسفل

السافلین میں گرجاتا ہے اور بہایم (جانوروں) سے پستی میں جاملتا ہے بلکہ ان سے بھی بدتر ہوجاتا ہے عوام ملائکہ کا مرتبہ عوام انسان سے برتر ہے جب انسان ترک شہوات ولذات کر کے روحانی ترقی کرتا ہے تو افق ملائکہ تک پہنچتا ہے اور مقربین میں داخل ہوجاتا ہے اوران کے اخلاق اس کے نفس میں نمودار ہوتے ہیں یہ صالحین کے روزہ کا ایک مختصر بیان تھا جس کو اس حدیث کی شرح سے سمجھنا چاہیئے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ''ان الصوم امانۃ فلیحتفظ احدکم بامانۃ'' روزہ امانت ہے چاہیے کہ ہر شخص اپنی امانت کو محفوظ رکھے یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ''اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا'' اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں امانت والے کوادا کرو۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے ہوئے اپنے دست مبارک اپنے گوش اقدس اور چشم مبارک پر رکھ کر فرمایا ''السمع امانۃ والبصر امانۃ'' کان بھی امانت اور آنکھ بھی امانت۔

جو اپنے اعضا اور جوارح کو خدا کی امانت سمجھے وہ کیسے ان کو اس کی مرضی کے سوا دوسری چیز میں صرف کر سکے۔ اس لئے حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ان اسرۃ قاتلہ اؤشاتمہ فلیقل انی صائم انی صایم'' اگر کوئی روزہ دار سے لڑے یا اس کو گالی دے تو روزہ دار کو چاہیے اس سے کہدے میں روزہ دار ہوں میں روزہ دار ہوں یعنی میرے اعضا و جوارح اللہ کی امانت ہیں اور حالت روزہ میں میں انکو اطاعت کے سوا کسی اور کام میں صرف نہ کروں گا تو مجھ سے جنگ کرنے یا جواب دینے کی توقع نہ رکھنا چاہیے۔

اخص الخواص کا روزہ قلب کا روزہ ہوتا ہے جو ہم کو دنیا اور افکار دنیا کے ترک اور اعراض عن ماسوی اللہ سے عبارت ہے اس مقام میں خود اپنے نفس کی طرف بھی

توجہ نہیں ہوتی اور صایم ہمہ بے ہمہ ہوکر حضرت رب العزت تبارک وتعالی کی جناب میں حاضر ہوتا ہے اسکا قلب اسی کے لئے فارغ۔اس مقام کی تفصیل لفظ و عبارت سے نہیں ہوسکتی یہ خاص مرتبہ انبیا وصدیقین ومقربین کا ہے۔



آئیے! کچھ زکوٰۃ کے متعلق سیکھتے ہیں

ابوواصف مفتی محمد آصف المدنی

زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن

توحید ورسالت کی شہادت اور نماز کے بعد اسلام کا تیسرا بنیادی رکن زکوٰۃ ہے۔یہ خالص مالی عبادت ہے جو تمام انبیائے کرام اور رسل عظام علیہم السلام کی شریعتوں کا لازمی جزو رہی ہے۔جس طرح انسانی کو جسمانی امراض اور عوارض لاحق ہوتے ہیں اسی طرح روحانی اور اخلاقی امراض بھی لاحق ہوتے ہیں۔ان میں بہت نمایاں اخلاقی بیماری، مال کی محبت کا غلبہ اور اس میں بے حد اضافے کی خواہش ہے اس کے نتیجے میں انسان کے دل میں بخل،تکبر،حرص، ہوس اور خودغرضی جیسی مذموم صفات جنم لیتی ہیں ان اخلاقی امراض کے ازالے کے لئے اللہ عزوجل نے زکوۃ کی مالی عبادت فرض کی ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا

''اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کردو۔'' (پارہ 11،سورۃ التوبہ،آیت 103)

حضرت علامہ امام ابوبکر رازی الجصاص علیہ رحمۃ الرزاق نے اس آیت

مقدسہ کے تحت ''احکام القران'' میں اس قول کو ترجیح دی ہے کہ یہاں صدقہ سے زکوٰۃ مراد ہے۔'' (احکام القران للجصاص)

زکوٰۃ فرض ہے

زکوٰۃ کی فرضیت کتاب وسنّت سے ثابت ہے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ

''اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔'' (پارہ 1، البقرۃ، آیت 43)

صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیت کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں تحریر فرماتے ہیں: ''اس آیت میں نماز و زکوٰۃ کی فرضیت کا بیان ہے۔'' (تفسیر خزائن العرفان، پ 1، البقرۃ، آیت 43، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

جامع ترمذی میں ہے: ''حضور نبی رحمت، شفیع امت، مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا:

''فأعلمهم أن الله افترض عليهم صدقة أموالهم تؤخذ من أغنيائهم وترد على فقرائهم''

''ان کو بتاؤ کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے مال داروں سے لے کر فقراء کو دی جائے۔''

(جامع ترمذی، کتاب الزکوۃ، ج 2، ص 625، دار الفکر بیروت)

زکوٰۃ دینے کے فضیلت

زکوٰۃ دینے والے پر رحمت الٰہی عزوجل کی چھما چھم برسات ہوتی ہے۔ اللہ جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے:

وَ رَحْمَتِیْ وَ سِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

''اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے تو عنقریب میں نعمتوں کو ان کے لئے لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔'' (پارہ9، الاعراف، آیت156)

زکوٰۃ دینا تکمیلِ ایمان کا ذریعہ ہے چنانچہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إن تمام إسلامكم أن تؤدوا زكاة أموالكم''

یعنی ''تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ تم اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، باب الترغیب فی اداءِ الزکوٰۃ، ج1، ص301، دارالفکر بیروت)

زکوٰۃ نہ دینے کا عذاب

اللہ عزشانہ فرماتا ہے:

وَ لَا یَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ یَبۡخَلُوۡنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ هُوَ خَیۡرًا لَّهُمۡ ؕ بَلۡ هُوَ شَرٌّ لَّهُمۡ ؕ سَیُطَوَّقُوۡنَ مَا بَخِلُوۡا بِهٖ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ؕ

''جو لوگ بخل کرتے ہیں اُس کے ساتھ جو اللہ (عزوجل) نے اپنے فضل سے اُنھیں دیا۔ وہ یہ گمان نہ کریں کہ یہ اُن کے لیے بہتر ہے بلکہ یہ اُن کے لیے بُرا ہے۔ اس چیز کا قیامت کے دن اُن کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا جس کے ساتھ بخل کیا۔'' (پ4، سورہ ال عمران، آیت180)

ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے:

وَ الَّذِیۡنَ یَکۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ وَ الۡفِضَّةَ وَ لَا یُنۡفِقُوۡنَهَا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۳۴﴾ یَّوۡمَ یُحۡمٰی عَلَیۡهَا فِیۡ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُکۡوٰی بِهَا جِبَاهُهُمۡ وَ جُنُوۡبُهُمۡ وَ ظُهُوۡرُهُمۡ ؕ هٰذَا مَا کَنَزۡتُمۡ لِاَنۡفُسِکُمۡ فَذُوۡقُوۡا مَا کُنۡتُمۡ تَکۡنِزُوۡنَ ﴿۳۵﴾

''جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے اور اُسے اللہ (عزوجل) کی راہ میں

خرچ نہیں کرتے ہیں، انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو، جس دن آتش جہنم میں وہ تپائے جائیں گے اور اُن سے اُن کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور اُن سے کہا جائے گا یہ وہ ہے جو تم نے اپنے نفس کے لیے جمع کیا تھا تو اب چکھو جو جمع کرتے تھے۔''

(پ10، سورۃ التوبہ، آیت 34-35)

صحیح بخاری شریف میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی کریم رووف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''من آتاه الله مالا، فلم يؤد زكاته مثل له ماله يوم القيامة شجاعا أقرع له زبيبتان يطوقه يوم القيامة، ثم يأخذ بلهزمتيه يعني بشدقيه ثم يقول أنا مالك أنا كنزك، ثم تلا: (لا يحسبن الذين يبخلون)''

یعنی ''جس کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اُس کی زکاۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی صورت میں کردیا جائے گا، جس کے سر پر دو چتّیاں ہوں گی۔ وہ سانپ اُس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس آیت کی تلاوت کی (لا يحسبن الذين يبخلون)۔

(صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، ج2، ص106، دار طوق النجاۃ)

سنن ابی داؤد میں ہے:

أن امرأة أتت رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعها ابنة لها، وفي يد ابنتها مسكتان غليظتان من ذهب، فقال لها: أتعطين زكاة هذا؟، قالت: لا،

قال: أيسرك أن يسورك الله بهما يوم القيامة سوارين من نار؟، قال: فخلعتهما، فألقتهما إلى النبي صلى الله عليه وسلم، وقالت: هما لله عز وجل ولرسوله

یعنی ''سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم، شاہ آدم و بنی آدم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کی خدمت میں ایک عورت آئی، اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی، جس کے ہاتھ میں سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے۔ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے اس عورت سے پوچھا ''کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس عورت نے عرض کی ''جی نہیں۔'' آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں ان کنگنوں کے بدلے آگ کے کنگن پہنا دے؟ یہ سنتے ہی اس نے وہ کنگن رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کے آگے ڈال دیئے اور عرض کی: یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) کے لئے ہیں۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، ج2، ص95، بیروت)

زکوٰۃ کا معنی ومفہوم

لغت میں زکوۃ کا معنی پاکیزگی، نمو (Growth)، اضافہ اور برکت ہے۔

اصطلاحِ شرع میں زکوٰۃ کا معنی ہے: ''وہ مال جو حدِ نصاب کو پہنچ چکا ہو اور شارع کی طرف سے اس کے ایک مقررہ حصے کا فقیر کو مالک بنا دینا۔ تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے:

(هِيَ) لُغَةً الطَّهَارَةُ وَالنَّمَاء، وَشَرْعًا (تمليك جَزْء مَالٍ عَيَّنَهُ الشَّارِعُ)

یعنی ''زکوۃ: لغت میں پاک ہونے اور بڑھنے کو کہتے ہیں اور شرعاً کسی

مستحق کو مال کے اس حصے کا مالک بنا دینا ہے جسے شارع علیہ السلام نے مقرر فرمایا ہے۔'' (ردالمحتار مع درالمختار، کتاب الزکاۃ، جلد2، صفحہ 257، دارالفکر، بیروت)

زکوٰۃ عبادت ہے

اسلام میں زکوۃ محض انفاق فی سبیل اللہ نہیں ہے بلکہ یہ مستقل ایک مالی عبادت ہے۔اوراس کا مقصد اللہ عزوجل کا قرب اور رضا حاصل کرنا ہے۔اس کے ذریعے جوانفرادی اوراجتماعی فوائد حاصل ہوتے ہیں، ان کی حیثیت اضافی اورثانوی ہے۔ جس طرح نماز میں بندگی کا اظہار کر کے اللہ تعالی کی خوشنودی اورتقرب حاصل کیا جاتا ہے، روزے کی مشقت برداشت کرنا ایک طرح سے اپنے بدن اورصحت کا شکرانہ ہے۔حج کے عمل سے اپنے مال وجان کی نذر پیش کی جاتی ہے۔اسی طرح زکوۃ کا عمل اپنے مال ودولت کی نذر پیش کر کے، اس بات کا عملی ثبوت دینا ہے کہ مال کا حقیقی مالک اللہ عزوجل ہی ہے۔

زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرنا کیسا؟

زکوٰۃ کا فرض ہونا قرآن سے ثابت ہے، اس کا اِنکار کرنے والا کافر ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الزکوۃ، باب الاول، ج1، ص170، دارالفکر بیروت)

زکوٰۃ کی اقسام

زکوٰۃ کی بنیادی طور پر 2 قسمیں ہیں۔

(1) مال کی زکوٰۃ

(2) اَفراد کی زکوٰۃ (یعنی صدقہ فطر)

اَموالِ زکوٰۃ

زکوٰۃ تین قسم کے مال پر ہے۔

(1) سونا چاندی۔(کرنسی نوٹ بھی انہی کے حکم میں ہیں بشرطیکہ ان کا رواج اور چلن ہو۔)

(2) مالِ تجارت۔

(3) سائمہ یعنی چرائی پر چھوٹے جانور۔

زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی تحریر فرماتے ہیں: ''زکوٰۃ دینا ہر اُس عاقل، بالغ اور آزاد مسلمان پر فرض ہے جس میں یہ شرائط پائی جائیں: (1) نصاب کا مالک ہو۔ (2) یہ نصاب نامی ہو۔ (3) نصاب اس کے قبضے میں ہو۔ (4) نصاب اس کی حاجتِ اصلیہ (یعنی ضروریاتِ زندگی) سے زائد ہو۔ (5) نصاب دَین سے فارغ ہو (یعنی اس پر ایسا قرض نہ ہو جس کا مطالبہ بندوں کی جانب سے ہو، کہ اگر وہ قرض ادا کرے تو اس کا نصاب باقی نہ رہے (6) اس نصاب پر ایک سال گزر جائے۔

(ملخصاً، بہارِ شریعت، زکوٰۃ کا بیان، ج1، حصہ 5، ص875-884، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

نصابِ زکوٰۃ

زکوٰۃ کتنے مال پر فرض ہوتی ہے؟

نصاب سے مراد وہ کم از کم مالیت ہے جس کا مالک ہونے سے مسلمان پر زکوۃ فرض ہوجاتی ہے۔ ناپ تول کے موجودہ اعشاری نظام کے اعتبار سے نصاب شرعی کی مقدار یہ ہے 48.87 گرام یا ساڑھے سات تولہ سونا یا 36.612 گرام یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی رائج الوقت قیمت کے مساوی نقد رقم یا مالِ تجارت جو اس کی بنیادی حاجت سے زائد ہو۔

مال میں سے کتنی زکوٰۃ لازم ہے؟

نصاب کا چالیسواں حصہ (یعنی 5.2٪) زکوٰۃ کے طور پر دینا لازم ہے۔

(فتاوی امجدی، زکوۃ کا بیان، ج1، ص378، مکتبہ رضویہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی کی شرائط

زکوٰۃ کی ادائیگی درست ہونے کی 2 شرطیں ہیں :(1) نیت اور(2) مستحق زکوٰۃ کواس کامالک بنادینا۔الاشباہ والنظائر میں ہے:''زکوٰۃ کی ادائیگی نیت کے بغیر درست نہیں ہے۔''نیّت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامُّل بتا سکے کہ زکوٰۃ ہے۔

مصارفِ زکوٰۃ

زکوٰۃ کس کس کودے سکتے ہیں؟

اللہ عزوجل قرآن مجید میں مصارف زکوٰۃ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۶۰

''زکوٰۃ توانہیں لوگوں کے لئے ہے محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل کرکے لائیں اور جن کے دلوں کواسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں چھوڑانے میں اور قرضداروں کواور اللہ کی راہ میں اور مسافرکو یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔'' (پ10،سورۃ التوبہ،آیت60)

مفسرقرآن ،صدرالافاضل حضرت علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:''زکوٰۃ کے مستحق آٹھ قسم کے لوگ قرار دیئے گئے ہیں۔ان میں سے مولَّفۃُ القلوب بِاجماعِ صحابہ ساقط ہوگئے کیونکہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسلام کوغلبہ دیا تو اب اس کی حاجت نہ رہی۔ یہ اجماع زمانہ صدیق میں

منعقد ہوا۔" (تفسیر خزائن العرفان، ص369، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

تو اب زکوٰۃ کے مصارف سات ہیں: (1) فقیر (2) مسکین (3) عامِل (4) رِقاب (5) غارِم (6) فِیْ سَبِیْلِ اللہ (7) اِبن سبیل (یعنی مسافر) البتہ فی زمانہ رقاب کی صورت بھی نہیں پائی جاتی کہ اب کوئی لونڈی وغلام نہیں تو ان کو چھڑانے میں بھی ادائیگی کی صورت نہیں۔

مستحقِ زکوٰۃ کو کیسے پہچانیں؟

ظاہر ہے کہ اس کی مکمل تحقیق بہت دشوار ہے اس لئے جس کو دینا ہو اس کے متعلق اگر غالِب گمان ہو کہ یہ مستحقِ زکوٰۃ ہے (یعنی ادائیگی کی شرائط پر پورا اترتا ہے) تو دے دے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اگر گمان غالب نہ ہوتا ہو تو نہ دے۔

(فتاوی امجدیہ، زکوۃ کا بیان، ج1، ص374، مکتبہ رضویہ کراچی)

کن رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

اِن رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں جبکہ زکوٰۃ کے مستحق ہوں: "بہن بھائی، پھوپھی، خالہ، ماموں، بہو، داماد، سوتیلا باپ، سوتیلی ماں، شوہر کی طرف سے سوتیلی اولاد، بیوی کی طرف سے سوتیلی اولاد۔"

(فتاوی رضویہ، زکوۃ کا بیان، ج10، ص110، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

کن کن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے؟

اِن مسلمانوں کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اگرچہ شرعی فقیر ہوں:

(1) بنو ہاشم (یعنی ساداتِ کرام) چاہے دینے والا ہاشمی ہو یا غیر ہاشمی۔

(2) اپنی اَصل (یعنی جن کی اولاد میں سے زکوٰۃ دینے والا ہو) جیسے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ۔

(3) اپنی فروع (یعنی جو اس کی اولاد میں سے ہوں) جیسے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی،

نواسا، نواسی وغیرہ۔

(4) میاں بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

(5) غنی کے نابالغ بچے (کیونکہ وہ اپنے باپ کی وجہ سے غنی شمار ہوتے ہیں)

(فتاویٰ رضویہ، ج10، ص109، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مال تجارت پر زکوٰۃ کے چند مسائل

مالِ تجارت اُس مال کو کہتے ہیں جسے بیچنے کی نیت سے خریدا گیا ہے اور اگر خریدنے یا میراث میں ملنے کے بعد تجارت کی نیت کی تو اب وہ مالِ تجارت نہیں کہلائے گا مثلاً زید نے موٹر سائیکل اس نیت سے خریدی کہ اسے بیچ دوں گا اور نفع کماؤں گا تو یہ مالِ تجارت ہے اور اگر اپنے استعمال کے لیے خریدی تھی، اُس وقت بیچنے کی نیت نہیں تھی صرف استعمال کی تھی مگر خریدنے کے بعد نیت کر لی کہ اچھے دام ملیں گے تو بیچ دوں گا یا پختہ نیت ہی کر لی کہ اب اس کو بیچ ڈالنا ہے تب بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی کیونکہ خریدتے وقت کی نیت پر زکوٰۃ کے احکام مرتب ہوں گے۔ مالِ تجارت کا نصاب یہ ہے کہ مالِ تجارت کی کوئی بھی چیز ہو، جس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب (یعنی ساڑھے سات تولے سونے یا ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت) کو پہنچے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ مال تجارت کی زکوۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے کل مال کی قیمت لگوا لی جائے سال پورا ہونے پر کل مال تجارت مع نفع کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دے دی جائے۔

جانوروں کی زکوٰۃ کے مسائل

جانوروں کی زکوٰۃ کب فرض ہوگی؟

ہر قسم کے جانور کی زکوٰۃ فرض نہیں۔ اس میں تفصیل یہ ہے کہ جو جانور تجارت کی غرض سے خریدے گئے ہیں، وہ مال تجارت ہیں اور ان کی زکوٰۃ ان کی قیمت

کے حساب سے دی جائے گی۔ جو جانور سال کا اکثر حصہ جنگل میں چَر کر گزارہ کرتے ہوں اور چَرانے سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا اور فربہ کرنا ہے، یہ سَائِمَہ کہلاتے ہیں ان کی زکوٰۃ دینا ہوگی۔ جو جانور اگرچہ جنگل میں چَرتے ہوں لیکن اس سے مقصود بوجھ لادنا یا ہل وغیرہ کے کام میں لانا یا سواری میں استعمال کرنا یا ان کا گوشت کھانا ہو تو یہ جانور سَائِمَہ نہیں ہیں، ان کی زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے۔ جن جانوروں کو گھر پر چارہ کھلاتے ہوں ان کی بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(ماخوذ بہارِ شریعت، حصہ 5، جلد 1، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

عشر کے مسائل

زمین سے نفع حاصل کرنے کی غرض سے اُگائی جانے والی شے کی پیداوار پر جو زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے اسے عشر کہتے ہیں۔ جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی پیداوار سے زمین کا نفع حاصل کرنا مقصود ہو خواہ وہ غلہ، اناج اور پھل فروٹ ہوں یا سبزیاں وغیرہ ان سب کی پیداوار میں سے عشر (یعنی دسواں حصہ) یا نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ) واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں فرمایا:

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ

''اور اس کا حق دو جس دن کٹے۔'' (پ8، الانعام، آیت 141)

امامِ اہلِسنّت مجدِدِ دین وملت، پروانہ شمع رسالت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن لکھتے ہیں کہ اکثر مفسرین مثلاً حضرت ابنِ عباس، طاؤس، حسن، جابر بن زید اور سعید بن المسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک اس حق سے مراد عشر ہے۔'' (فتاوی رضویہ، جلد 10، صفحہ 65، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فيما سقت الأنهار، والغيم العشور، وفيما سقى بالسانية نصف العشر

یعنی ''جن زمینوں کو دریا اور بارش سیراب کرے ان میں عشر (دسواں حصہ دینا واجب) ہے اور جو زمینیں اونٹ کے ذریعے سیراب کی جائیں ان میں نصف عشر (بیسواں حصہ واجب) ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب ما فیہ العشر او نصف العشر، جلد 2، ص675، بیروت)

(1) جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی پیداوار سے زمین کا نفع حاصل کرنا مقصود نہ ہو ان میں عشر نہیں جیسے ایندھن، گھاس، بید، سرکنڈا، جھاؤ (وہ پودا جس سے ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں۔) عشر کے بھی وہی مصارف ہیں جو زکوۃ کے ہیں۔ عشر ہر فصل پر ہوگا نہ کہ سال میں ایک بار۔ عشر کل پیداوار پر ہوگا نہ کہ اخرجات نکال کر۔ گھر یا قبرستان میں جو پیداوار ہو، اس میں عشر واجب نہیں ہے۔ (ماخوذ از بہارشریعت)

(2) جو کھیت بارش، نہر، نالے کے پانی سے (قیمت ادا کئے بغیر) سیراب کیا جائے، اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے، جس کھیت کی آبپاشی ڈول (یا اپنے ٹیوب ویل) وغیرہ سے ہو، اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب ہے، اگر (نہر یا ٹیوب ویل وغیرہ کا) پانی خرید کر آبپاشی کی ہو یعنی وہ پانی کسی کی ملکیت ہے اس سے خرید کر آبپاشی کی، جب بھی نصف عشر واجب ہے، اگر وہ کھیت کچھ دنوں بارش کے پانی سے سیراب کر دیا جاتا ہے اور کچھ ڈول (یا اپنے ٹیوب ویل) وغیرہ سے، تو اگر اکثر بارش کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول (یا اپنے ٹیوب ویل) وغیرہ سے تو عشر واجب ہے ورنہ نصف عشر واجب ہے۔ (ملخصا درمختار مع ردالمحتار)

زکوٰۃ کے چند اہم متفرق مسائل

(1) پہننے کے زیورات پر بھی زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (درمختار)

(2) ہیروں اور موتیوں پر زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ کروڑوں کے ہوں، ہاں! اگر تجارت کی نیت سے لئے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(3) سفرِ حج وزیارتِ مدینہ کے لئے جمع کی جانے والی رقم پر بھی وجوبِ زکوٰۃ کی شرائط پوری ہونے پر زکوٰۃ دینا ہوگی۔ (بہارشریعت)

(4) سال گزرنے میں قمری (یعنی چاند کے) مہینوں کا اعتبار ہوگا۔ شمسی مہینوں کا اعتبار حرام ہے۔ (فتاوی رضویہ)

(5) مکان کی سجاوٹ کی اشیاء مثلاً تانبے، چینی کے برتن وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں، اگرچہ لاکھوں روپے کی ہوں۔ (فتاوی رضویہ)

(5) جس کے پاس ٹی وی، کمپیوٹر، فریج اور واشنگ مشین (اوون، اے، سی) وغیرہ ہوں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ یہ سب گھریلو سامان ہیں، خواہ انہیں استعمال کرتا ہو یا نہیں کیونکہ یہ مالِ نامی نہیں ہیں۔ (وقارالفتاوی)

(6) پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ: یہ فنڈ مالک کی مِلک ہوتا ہے اس لئے اگر ملازم مالک نصاب ہے تو جب سے یہ رقم جمع ہونا شروع ہوئی اُسی وقت سے اِس رقم کی بھی زکوٰۃ ہر سال فرض ہوتی رہے گی۔ (فتاوٰی فیض الرسول) لیکن ادائیگی اس وقت واجب ہوگی جب مقدارِ نصاب کا کم ازکم پانچواں حصہ وصول ہو جائے۔ (ماخوذ از فتاوٰی فقیہ ملت)

(7) کافر کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ (فتاوی رضویہ)

(8) ایسے طلبہ جو صاحبِ نصاب نہ ہوں انہیں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، بلکہ اُنہیں دینا افضل ہے جبکہ وہ علمِ دین بطورِ دین پڑھتے ہوں۔ (فتاوی رضویہ)

(9) اگر مسجد کے امام صاحب شرعاً فقیر نہ ہوں یا سید صاحب ہوں تو انہیں زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی اور اگر وہ شرعی فقیر ہوں اور سید صاحب نہ ہوں تو دی جاسکتی ہے بلکہ اگر وہ عالم بھی ہوں تو انہی کو دینا افضل ہے۔مگر عالم کو دیتے وقت اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ ان کا احترام پیشِ نظر ہو اور دینے والا ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے، بڑوں کو، کوئی چیز نذر کرتے ہیں اور معاذ اللہ عَزَّ وَجَلَّ اگر عالمِ دین کو زکوٰۃ دیتے وقت دل میں حقارت آئی تو باعثِ ہلاکت ہے۔(بہارشریعت)

(10) زکوٰۃ فرض ہو جانے کے بعد فوراً ادا کرنا واجب ہے اور اس کی ادائیگی میں بلا عذر شرعی تاخیر کرنا گناہ ہے۔(فتاوی ہندیہ)

(11) کسی کو قرض معاف کیا اور زکوٰۃ کی نیت کرلی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ (ردالمحتار)

(12) اگر کوئی شادی وغیرہ کے موقع پر کپڑے یا تحفے دینے میں زکوٰۃ کی نیت کرنا چاہے تو اگر لینے والا مستحقِ زکوٰۃ ہے تو زکوہ کی نیت سے دے سکتے ہیں، زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔(فتاویٰ امجدیہ)

(13) بینک سے زکوٰۃ کی کٹوتی کی صورت میں ادائیگی زکوٰۃ کی شرائط پوری نہیں ہو پاتیں مثلاً مالک بنانا، کہ زیادہ روپیہ ایسی جگہ خرچ کیا جاتا ہے جہاں کوئی مالک نہیں ہوتا، لہٰذا زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔(وقار الفتاویٰ)

زکوٰۃ کو حقارتاً ٹیکس کہنا کیسا ہے؟

امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اس سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ’’(زکوٰۃ کو حقارتاً ٹیکس کہنا) کُفر ہے۔حضرتِ سیّدُ نا مُلّا علی قاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں: جس پر زکوٰۃ فرض

ہے اُسے کہا گیا: تُو زکوٰۃ کیوں نہیں دیتا؟ اُس نے کہا: ''یہ ٹیکس میں نہیں دیتا۔'' یا بطورِ انکار کہا: ''میں نہیں جانتا'' ایسے پر حکمِ کفر ہے۔

(کفریہ کلمات کے بارے سوال وجواب، ص383، مکتبۃ المدینہ کراچی)



امام احمد رضا مجدد دین وملت

از سیّد زاہد حسین نعیمی

اسلامی کیلنڈر کے مطابق دوسرا ماہ مقدسہ صفرالمظفر شریف ہے۔ صفرالمظفر کے آتے ہی عالم اسلام کی نامور شخصیات کے ایام عالم اسلام میں منائے جاتے ہیں، انہی شخصیات میں سے ایک امام احمد رضا محدث بریلی مجدد دین وملت ہیں۔ 25 صفرالمظفر امام احمد رضا محدث بریلی کا وصال ہوا۔ اس مناسبت سے دنیا بھر میں اور بالخصوص برصغیر پاک وہند میں ''یومِ رضا'' کے نام سے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وتعلیمات کو اُجاگر کیا جاتا ہے۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ 10 شوال 272ھ مطابق جون 1856ء بریلی شریف مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ یہ خاندان علم، تقویٰ وطہارت سے مزین تھا۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے ماحول میں آنکھ کھولی جب گھر میں ہر طرف اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا تھا۔ امام احمد رضا کی ذات بچپن سے ہی اس سے آشنا تھی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کے ساتھ ہی اپنے ظاہر وباطن کو تقویٰ وطہارت سے مزین کیا، صرف دس سال کے تھے، کہ روزہ رکھا۔ بچپن ہی میں محرم وغیر محرم کے فرق کو سامنے رکھا۔ ذہانت کا یہ حال تھا، کہ چودہ سال کی عمر میں ہی پہلا فتویٰ دیا۔ صرف

ڈیڑھ ماہ کے مختصر عرصہ میں قرآن حکیم حفظ کرلیا۔اس کے لئے نماز مغرب کے بعد صرف ایک گھنٹہ میں ایک پارہ حفظ کر لیتے۔اسی طرح قرأت میں بھی مختصر عرصہ میں تجوید پڑھ کر قاری قرآن بن گئے۔عربی و فارسی عبارات آپ کے ذہن میں یوں نقش ہوتیں جیسے پتھر پر کوئی تحریر کندہ کر دی گئی ہو۔آپ کو معلوم ہوتا کہ فلاں کتاب فلاں جگہ الماری میں ہے اور اس کے فلاں صفحہ پر سطر فلاں میں یہ مسئلہ ہے۔یہی حال حدیث کا بھی تھا، حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، مسئلہ علم غیب پر مختصر وقت میں مکمل رسالہ لکھ ڈالا۔علماء مکہ وحجاز عش عش کر اٹھے اور اس رسالہ پر اپنی تقاریز لکھیں۔شیخ احمد زین بن دحلان مکی نے آپ کو اجازت حدیث دی، پھر مفتی مکہ شیخ عبدالرحمن السراج مکی نے بھی آپ کو اجازت دی۔اس کے بعد شیخ عابد السندی کے شاگرد رشید امام کعبہ شیخ حسین بن صالح جمل اللیل مکی نے بھی آپ کو اجازت حدیث دی، علم حدیث میں آپ کو کمال حاصل تھا۔آپ کی ایک ہزار تصانیف میں آپ نے قرآن حکیم کے بعد احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے استدلال کیا ہے۔محققین نے آپ کی تصانیف سے ان احادیث کو تخریج کر کے جمع کیا ہے جو کئی جلدوں پر مشتمل حوالہ جاتی کتاب بن گئی ہے، بلکہ یہ کہا جائے تو بالکل درست ہے کہ یہ انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔امام احمد رضا محدث بریلی نے 1869ء 14 شعبان 1386ھ میں پہلا فتویٰ دیا، پھر یہ سلسلہ پوری زندگی جاری رہا۔

آپ نے ایک سوال کے جواب میں پورا رسالہ لکھ ڈالا، اس کی مثال رسالہ ''وضو'' اور ''سیاہ داغ'' کی دی جاسکتی ہے۔لیکن آپ کا سب سے بڑا شاہکار ''فتاویٰ رضویہ'' ہے، آپ کا فتاویٰ رضویہ فقہ اسلامی کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔اہل علم و دانش نے آپ کو دل کھول کر داد دی ہے۔ڈاکٹر محمد اقبال سے لے کر پارسی جسٹس ڈی این مال جے تک سب نے اسے سراہا ہے، بلکہ اسے فتاویٰ عالمگیری کا ہم پلہ

قرار دیا ہے۔ آپ کے فقہی مقام پر اہل علم و دانش مقالہ جات لکھ کر مختلف یونیورسٹیوں سے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں۔ یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے، امام احمد رضا کی ہمہ جہت شخصیت کے مختلف پہلو پر اب تک برصغیر پاک و ہند اور مغرب و یورپ اور عالم اسلام کی بڑی بڑی جامعات سے ڈاکٹریٹ کیے ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلی نے 1912ء میں ترجمہ قرآن بعنوان ''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'' کے نام سے لکھا۔ یہ ترجمہ اپنی مثال آپ ہے، ترجمہ بامحاورہ ہے، لیکن لغت کے لحاظ سے متن کا ترجمہ بھی پیش نظر رہا ہے۔ اس ترجمہ کو یہ انفرادیت حاصل ہے کہ آیت کا ترجمہ مقام باری تعالیٰ اور مقام رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ملحوظ رکھ کر کیا گیا ہے۔ ترجمہ پڑھتے ہی قاری کے ذہن میں آیت کا مفہوم آجاتا ہے۔ شان الوہیت اور شان رسالت کا بھرپور لحاظ پاس رکھا گیا ہے۔ ترجمہ پڑھتے ہوئے یوں لگتا ہے کہ خود امام احمد رضا محدث بریلی نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ڈوب کر لکھا ہے۔ 1912ء میں اُردو کا یہ پہلا ترجمہ قرآن حکیم تھا۔ شان الوہیت کی مثال صرف بسم اللہ شریف اور سورۃ فاتحہ کا ترجمہ دیکھ کر ہی ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُردو دان طبقہ میں بے حد مقبول عام ہوا اور اب تک اس کی اشاعت پاک و ہند میں مختلف اشاعتی اداروں نے لاکھوں کی تعداد میں کی ہے، لیکن پھر بھی اس کی اشاعت میں ذرہ بھر کمی نہیں آئی۔

علاوہ ازیں امام احمد رضا محدث بریلی نے اپنی ایک ہزار سے زائد کتب مختلف علوم میں لکھی ہیں۔ ان میں جو آیات قرآنی پیش کیں ہیں، اور اس کی جو تشریح کی ہے، محققین نے ان کو جمع کیا ہے۔ اس سے تخریج کر کے تفسیر القرآن بعنوان ''تفسیر رضوی'' کے نام سے کئی جلدوں میں مدون کی ہے۔ اسے دیکھ کر بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلی کو علم التفسیر پر کتنا کمال عبور حاصل تھا۔ امام احمد

رضا محدث بریلی کا اُردو، فارسی اور عربی ادب پر بھی بڑا احسان ہے۔ آپ صاحب طرز ادیب تھے، ترجمہ کنز الایمان سے لے کر اُردو نعتیہ شاعری تک آپ نے مذکورہ زبانوں میں نظم ونثر لکھ کر بڑے بڑے ادیبوں وشاعروں کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ ایک ہزار سے زائد کتب ورسائل ان مذکورہ زبانوں بالعموم اور اُردو زبان میں بالخصوص ادب کی بہت بڑی خدمت ہے، جو یقیناً صرف امام احمد رضا محدث بریلی کا ہی حصہ ہے۔ گزشتہ پانچ سو سالوں میں یہ اعزاز کسی اور کے حصے میں نہیں آیا۔ آپ سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، نعتیہ شاعری آپ نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر کی ہے، آپ کی نعتیہ شاعری آپ کے عشق رسول کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلی کو عربی، فارسی، اُردو کے علاوہ متعدد زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے پینتالیس سے زائد علوم پر مختلف زبانوں میں کتب و رسائل تصنیف کیے، اس کی جھلک ہمیں آپ کی نعتیہ شاعری میں بھی ملتی ہے۔ آپ کی ایک مشہور نعت ''**لم یاتی نظیر ک فی نظرٍ مثل تو نہ شد پیدا جانا**'' کے شعر سے شروع ہوتی ہے، جس میں آپ نے عربی، فارسی، ہندی، اُردو، سنسکرت، زبانوں کا اتنی خوبصورتی سے استعمال کیا ہے کہ پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر وجد طاری ہو جاتا ہے۔ آپ کا لکھا ہوا سلام ''مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' ہر عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عربی اور عجمی کی زبان پر ہے۔ یہ سلام بارگاہِ رسالت میں قبولیت کا شرف حاصل کر چکا ہے۔ اس لئے کہ شرق وغرب پڑھا جاتا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلی صرف ایک عالم دین یا صوفی بزرگ ہی نہ تھے، بلکہ آپ ایک مصلح بھی تھے، اس لئے امت مسلمہ کی بیداری کے لئے اور امت کو زبوں حالی اور بدحالی سے نکال کر ایک پلیٹ فارم پر لانے کے لئے کوشاں رہے، آپ امت کی بدحالی کا ذمہ داران لوگوں کو سمجھتے تھے جنہوں نے مغرب کی تقلید میں امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

اپنے مرکز یعنی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور کیا تھا۔ اس لئے آپ کے نزدیک امت محمدی کی فلاح و کامرانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے محبت رکھنے اور دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ رہنے سے حاصل ہوسکتی ہے۔ اس لئے آپ نے محافل میلاد کے ذریعہ ان مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی اور یوں علماء کے اُس طبقہ کو جس نے مغرب کی تعلیم کو کامیابی قرار دیا تھا، اُنہیں مسترد کر کے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر سے دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ کر دیا، اس طرح معاشرے میں ایک مثبت تبدیلی آئی اور مسلمانوں کو صحیح راستے کے تعین میں ذرہ بھر مشکل پیش نہ آئی۔ امام احمد رضا محدث بریلی نے سیاست کو مذہب سے جدا قرار نہیں دیا، بلکہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سیاست کو اختیار کرنا عبادت قرار دیا۔ اس سلسلہ میں بھی اُنہوں نے رہنما اُصول چھوڑے ہیں۔ آپ کے دور میں برصغیر پاک و ہند میں متعدد سیاسی تحریکیں چل رہی تھیں، ان میں ایک تحریک ہندو مسلم اتحاد کی تحریک بھی تھی۔ آپ نے اس کو مسترد کرتے ہوئے اسے مسلمانوں کے لئے زہر قاتل قرار دیا۔ گاؤ کشی تحریک میں بعض علماء نے ہندوؤں کے موقف پر فتویٰ دیا تو آپ نے اسے مسترد کر دیا اور فرمایا کہ مسلمان اور ہندو دو مختلف نظریات کے حامل ہیں۔ آپ نے گائے کے ذبح پر رسائل لکھے اور مسلمانوں کے لئے لازم قرار دیا کہ وہ گائے کی قربانی کریں۔ آپ نے دو قومی نظریہ پر بھی رسائل لکھے اور کہا کہ مسلمان اور ہندو کبھی بھی ایک نہیں ہو سکتے۔ حضرت مجدد الف ثانی امام سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ واحد مسلمان عالم دین ورہنما ہیں جنہوں نے ہندو مسلم بھائی بھائی کے پردے کو چاق کیا اور اس کی تباہ کاریوں سے قوم کو آگاہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے تحریک عدم تعاون کی شدید مخالفت کی اور اسے مسلمانوں کے لئے تباہ کن کہا، اس پر بھی رسائل لکھے، تحریک خلافت چلی تو آپ نے تحریک خلافت کے لئے قرآن وسنت کی ہدایات پر عمل کیا اور

کہا کہ خلافت شرعی کے لئے قریش ہونا شرط ہے، اس لئے خلافت عثمانیہ کی شرعی حیثیت کوئی نہیں، البتہ مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق سے دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ سلطنت ترکی کی حفاظت کے لئے کوشش کرنا چاہیے۔ انگریز سے سخت نفرت تھی، اس لئے کہ جہاں انگریزوں نے ہندوستان کو غلام بنایا تھا بلکہ شعار اسلامی کا مذاق بھی اُڑایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ملکہ برطانیہ کا ڈاک ٹکٹ الٹا استعمال کرتے تھے، البتہ جدید تعلیم کے حصول کے لئے انگریزی زبان کے استعمال کو برا خیال نہیں کرتے تھے۔ آپ تحریک عالم اسلام کے واحد رہنما ہیں جنہوں نے سائنس پر اسلام کا موقف پیش کیا اور کئی ایک یورپی سائنسدانوں کے نظریات کا رد کیا۔ تحریک ہجرت میں امام احمد رضا محدث بریلی کا موقف یہ تھا کہ مسلمانوں کو ہندوستان سے ہجرت نہیں کرنا چاہیے۔ یہ ان کے لئے نقصان کا باعث ہے۔ اس پر بھی رسائل لکھے، مسلمانوں کی غربت کے خاتمہ کے لئے اور اُن کے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے لائحہ عمل پیش کیا۔ اس کے لئے آپ نے معاشی اصلاحات پر رسائل لکھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف بھی اُس وقت کچھ تحریکیں کام کر رہی تھیں، جن کو انگریزوں کی حمایت حاصل تھی۔ اس میں مرزا غلام قادیانی پیش پیش تھا۔ آپ نے مسئلہ ختم نبوت پر نہ صرف کتب و رسائل تصنیف کیے، بلکہ اپنی تقاریر، ملفوظات اور جلسوں کے ذریعہ تنقیص رسالت کی جملہ تحریکات کے سدباب کے لئے موثر کردار ادا کیا۔ آپ نے دین کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے والے علماء سو اور جاہل صوفیوں کو بھی بے نقاب کیا۔ آپ نے فرمایا شریعت و طریقت کوئی جدا چیزیں نہیں ہیں۔ طریقت شریعت ہی کے تابع ہے جو طریقت کا دعویٰ کرتا ہے اور شریعت کو اختیار نہیں کرتا وہ شیطان تو ہوسکتا ہے، لیکن مسلمانوں کا پیشوا نہیں۔ آپ نے دین کے نام پر رسومات کو جاری کرنا اسے بدعت قرار دیا اور اس کے سدباب کے لئے متعدد رسائل

لکھے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو خالص دین پر کاربند رہنے کی تلقین کی۔ اسلام کی جو تعلیمات مٹتی جارہی تھیں، ان کو پھر سے زندہ کیا اور شریعت کے نام پر جو جاہلیت اختیار کی جارہی تھی، اس کے خلاف قلم کے ذریعے جہاد کیا۔ آپ نے قدیم حنفی عقائد کو سختی سے تھامے رکھا اور مسلمانانِ برصغیر کو اپنی تصانیف کے ذریعہ اس پر کاربند رہنے کی تلقین کی کہ سوادِ اعظم اور جماعت ناجی ہے۔ یقیناً مجدد دین وملت کا تاج آپ ہی کے سر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو چودھویں صدی کا مجدد دین وملت نہ صرف برصغیر بلکہ عالم اسلام، مکہ وحجاز کے علماء نے بھی تسلیم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر انور پر اپنی رحمتوں برکتوں کا نزول فرمائے۔ امین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

خوفِ خدا اور امام احمد رضا

محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابوالعلائی
ناظم اعلیٰ جامعۃ المدینہ فیضان صابر پاک کلیر شریف، اتراکھنڈ

امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی شخصیت ہمہ جہت پہلوؤں کو محیط ہے یہی وجہ ہے کہ جو بھی اعلیٰ حضرت کا مطالعہ کرتا ہے اسے ایک نئے پہلو سے روشناسی حاصل ہوتی ہے بلکہ اعلیٰ حضرت کی شخصیت ایسی شخصیت ہے کہ محققین رضویات بھی آپ کی ذاتِ بحر بیکراں میں غواصی کرنے کے باوجود بے ساختہ پکار اٹھے:

22 رسال مسلسل مطالعے کے بعد یہ راز کھلا کہ وہ علم ودانش کے ایک سمندر تھے۔۔۔ہم ابھی تک اس سمندر کے ساحل تک بھی نہ پہنچ سکے''۔ (محدث بریلوی، مصنفہ: پروفیسر مسعود احمد مظہری، ص: ۱۱)

آپ رضی اللہ عنہ کے انہیں جہات سے خوف خدا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کی خشیتِ الٰہی کا یہ عالم تھا کہ بچپن بھی خوفِ خدا سے لبریز، جوانی بھی خشیتِ الٰہی سے لبالب اور بڑھاپا بھی اللہ تعالیٰ کے ڈر سے مملو۔آپ رضی اللہ عنہ کے مشہور ومعروف نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' میں موجود درج ذیل اشعار کو ذرا دیکھیں جن میں سے ہر شعر سے خوفِ خدا کی شعائیں پھوٹ رہی ہیں۔آپ فرماتے ہیں:

راہ پُرخار ہے کیا ہونا ہے پاؤں افگار ہے کیا ہونا ہے
ہم کو بد کر وہی کرنا جس سے دوست بیزار ہے کیا ہونا
دل کہ تیمار ہمارا کرتا آپ بیمار ہے کیا ہونا ہے

غفلت کی نیند سونے والوں، اور گناہوں کی وادی میں بھٹکنے والوں کو جھنجھوڑنے اور خشیتِ الٰہی کی تڑپ پیدا کرنے والے ان اشعار کو بھی ذرا ملاحظہ فرمائیں:

چھپ کے لوگوں سے کیے جس کے گناہ وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے
ارے او مجرم بے پروا دیکھ سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے
لے وہ حاکم کے سپاہی آئے صبح اظہار ہے کیا ہونا ہے

درج بالا اشعار میں جہاں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ دوسروں کو خوفِ خدا کی ترغیب دے رہے ہیں وہیں اپنی ذات کو بھی جھنجھوڑتے ہوئے تنبیہ فرما رہے ہیں۔ اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ اس صفت سے عاری تھے، نہیں ہرگز نہیں بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی خوفِ خدا سے عبارت تھی اور آپ کا پورا وجود خشیتِ الٰہی میں رچا بسا تھا لیکن کیا کیجیے خوفِ خدا نعمت ہی ایسی ہے کہ جو اس نعمت کا مزہ ایک بار پالیتا ہے پھر وہ ''**ھل من مزید**''، ''**ھل من مزید**'' کی صدا لگاتا رہتا ہے۔اور کیوں نہ ہو کہ اس نعمت کی چاشنی جسے جتنی زیادہ میسر ہوتی ہے وہ معراج بندگی اور کمال عبدیت میں اتنا ہی کامل واکمل ہوتا ہے کیوں کہ اس نعمت

کے ذریعہ ''کانک تراہ'' کی منزل تک رسائی حاصل ہوجاتی ہے یا کم از کم ''فان لم تکن تراہ فانہ یراک'' کی دولت عظمیٰ حاصل ہوجاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی خشیتِ الٰہی کی نعمت لازوال سے مالا مال تھی یہی وجہ ہے کہ آپ کی حیات کا ہر دور خوفِ خدا کے نور سے درخشندہ وتابندہ ہے۔ اسی تابندگی کا نتیجہ ہے کہ عہد طفلی کا زمانہ تھا، موسم رحمت رمضان المبارک اپنے تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ جلوہ افروز تھا، آپ کو بھی روزے کی سعادت سے بہرور ہونے کی تمنائیں انگرائیاں لینے لگیں، اسی شوق میں آپ نے اپنی زندگی کا پہلا روزہ رکھا، آپ گھر میں معزز، محبوبِ نظر، منظورنظر تھے اس لیے آپ کی روزہ کشائی کے لیے تقریب ہوئی اور بڑی دھوم دھام سے ہوئی، سارا خاندان، گھر کا ہر فرد اس موقع سعید سے محظوظ ہورہا تھا لیکن پریشانی یہ تھی کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ خوردسال تھے اور رمضان المبارک موسم گرما میں رونق افروز ہوا تھا جس کے سبب پریشانی کا سامنا متوقع تھا اور پھر ہوا بھی یہی کہ آپ پر بھوک کے آثار نمایاں ہونے لگے اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ممکن تھا کہ روزہ، افطار میں بدل جاتا لیکن آپ رضی اللہ عنہ اپنے روزے قائم رہے۔ اس واقعہ کا مکمل نقشہ کھینچتے ہوئے حکیم الاسلام علامہ حسنین رضا خان علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

''سارے خاندان اور حلقۂ احباب کو مدعو کیا گیا، کھانے دانے پکے، رمضان المبارک گرمی میں تھا اور اعلیٰ حضرت خوردسال تھے مگر آپ نے خوشی سے پہلا روزہ رکھا تھا۔ ٹھیک دوپہر میں چہرہ مبارک پر ہوائیاں اڑنے لگیں، آپ کے والد ماجد نے دیکھا تو انہیں کمرے میں لے گئے اور اندر سے کواڑ بند کر کے اعلیٰ حضرت کو فیرنی کا ایک ٹھنڈا پیالہ اٹھا کر دیا اور فرمایا کہ کھالو! آپ نے فرمایا: میرا تو روزہ ہے ۔انہوں نے فرمایا کہ بچوں کا روزے یوں ہی ہوا کرتے ہیں، کمرہ بند ہے نہ کوئی

آ سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے۔تو اعلیٰ حضرت نے عرض کی کہ ''جس کا روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے'' اس پر باپ آبدیدہ ہو گئے۔اور خدا کا شکرادا کیا کہ خدا کے عہد کو یہ بچہ کبھی فراموش نہ کرے گا جس کو بھوک پیاس کی شدت، کمزوری اور کم سنی میں بھی ہر فرض کی فرضیت سے پہلے وفاے عہد کی فرضیت کا اتنا لحاظ و پاس ہے''۔(سیرت اعلیٰ حضرت از مولانا حسنین رضا خان،ص:87)

اللہ اللہ! بند کمرہ، اس میں شفیق باپ اور نیک بیٹا، بھوک کی شدت مرغوب کھانا فیرنی بھی موجود اور بظاہر کوئی دیکھنے والا بھی نہیں لیکن خوفِ خدا اس قدر غالب کہ دل و دماغ اور ذہن وفکر اس تصور سے سرشار کہ جس (اللہ) کا روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔جس کے وجود میں عہدِ طفلی ہی سے اللہ تعالیٰ کا ڈر اس قدر عروج پر ہو یقیناً اس کا عہد شباب بھی کہیں زیادہ تابناک ہوگا۔اس کا اندازہ عمدۃ المحققین علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ کی کتاب ''امام احمد رضا اور تصوف'' میں منقول آپ رضی اللہ عنہ کی خشیت الٰہی سے بھرپور ذیل کے واقعہ سے بخوبی ہوتا ہے۔مصباحی صاحب قبلہ لکھتے ہیں:

''رمضان شریف میں بعد افطار صرف پان کھا لیتے اور سحری کے وقت ایک چھوٹے سے پیالے میں فیرنی تناول فرماتے۔زمانہ اعتکاف میں ایک دن ملازم بچہ دو گھنٹے کی تاخیر سے پان لے کر آیا۔حضرت نے اس کو ایک چپت مار کر فرمایا: اتنی دیر میں لایا۔اس ایک چپت مارنے پر انہیں رات بھر فکر رہی۔آخر سحری کے وقت اسے بلوایا اور فرمایا کہ رات کو جو تاخیر ہوئی، اس میں تمہارا قصور نہ تھا۔بھیجنے والے کی کوتاہی تھی۔مجھ سے غلطی ہوئی کہ تمہیں چپت ماری۔اب تم میرے سر پر چپت مارو۔ٹوپی اتار کر اصرار فرماتے رہے۔بچہ دم بخود

کانپنے لگا۔ ہاتھ جوڑ کر عرض کیا: حضور! میں نے معاف کیا، فرمایا: تم نابالغ ہو۔ تمھیں معاف کرنے کا حق نہیں۔ چپت مارو! پھر اپنا بکس منگوا کر مٹھی بھر پیسے نکالے اور فرمایا: یہ پیسے تم کو دوں گا۔ تم چپت مارو۔ آخر خود اس کا ہاتھ پکڑ کر بہت سی چپتیں اپنے سر پر لگائیں اور پھر اسے پیسے دے کر رخصت کیا''۔ (امام احمد رضا اور تصوف، ص: ٦٧۔٦٦)

خوفِ خدا میں کیسے رچ بس گئے تھے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ۔ ایک بچے کو ایک چپت لگائی تو اس خوف سے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کہیں اس ایک چپت کے سبب آخرت میں گرفت نہ فرمائے، اپنے عمل پر نادم ہوئے اور اس قدر نادم ہوئے کہ رات بھر بے چین رہے اور اتنا ہی نہیں سحری کے وقت اس بچے کے سامنے اپنی لغزش کا اظہار بھی کیا اور اپنی چپت کے بدلے میں اسے بھی چپت لگانے پر اصرار فرمایا اور انکار کی صورت میں ایک مٹھی پیسے بھی دینے کا وعدہ فرمایا لیکن مزید انکار پر خود اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پر کئی چپت ماری اور پھر پیسے بھی دیے۔

اب آپ رضی اللہ عنہ کی کبر سنی میں خوفِ خدا میں ڈوبا ہوا ایک واقعہ سپرد قرطاس کیا جاتا ہے۔ ہوا یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس مختلف مقامات واطراف سے خطوط آیا کرتے تھے۔ حسب معمول کسی نے آپ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور القاب وآداب میں ''حافظ'' بھی لکھ دیا حالاں کہ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت تک باضابطہ حافظ نہیں تھے اس لیے اس خط کے ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ پر جو کیفیت طاری ہوئی اسے بیان کرتے ہوئے خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں:

''کسی نے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خط لکھا تو اس میں دیگر القاب وآداب کے ساتھ ''حافظ'' بھی لکھ دیا۔ اس وقت امام احمد رضا

رحمۃ اللہ علیہ باضابطہ حافظ قرآن نہ تھے۔ اگر چہ تقریباً تمام ہی آیات کریمہ حضرت کے زبان وقلم پر رہا کرتیں اور حسب ضرورت ان سے استدلال واستنباط بھی کرتے۔شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خان رحمۃ اللہ علیہ 29 رشعبان 1337ھ کا اپنا عینی مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ ایک خط میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے القاب کے ساتھ ''حافظ'' ملاحظہ فرما کر آبدیدہ ہو گئے۔خوفِ خدا سے دل کانپ اٹھا اور فرمایا: میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میرا حشر ان لوگوں میں نہ ہو جن کے بارے میں قرآن عظیم فرماتا ہے:

يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا

''وہ اسے پسند کرتے ہیں کہ ان کی ایسی خوبیاں بیان کی جائیں جو ان میں نہیں۔'' (آل عمران/188)

اس واقعہ کے بعد آپ نے قرآن حفظ کرنے کا عزم مصمم کرلیا اور روزانہ عشا کا وضو فرمانے کے بعد جماعت ہونے سے قبل بس اس طرح یاد کرتے کہ کوئی ایک پارہ یا زیادہ آپ کو سنا دیتا پھر آپ سنا دیتے۔ 29رشعبان کے بعد سے شروع کیا اور 27ررمضان تک پورا قرآن حفظ کرلیا اور تراویح میں سنا بھی دیا''۔

(ترجمانِ اہل سنت پیلی بھیت بحوالہ امام احمد رضا اور تصوف،ص:۶۶۔۶۵)

غور کیا جائے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے خوف خدا کا کیا حال تھا کہ کسی نے ''حافظ'' لکھ دیا تو بظاہر حافظ نہ ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے مضطرب و بے چین ہو گئے۔اس واقعہ سے آج ہم سب کو نصیحت حاصل کرنی چاہیے کہ آج ہماری بے جا تعریف بھی کی جاتی ہے تو ہم منع کرنے کے بجائے خوشی سے پھولے نہیں

سماتے۔اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی زندگی میں خشیت الٰہی سے متعلق رونق افروز چند واقعات صرف ''نحوہ''اور''مثلہ'' کے تحت پیش کیے گئے ہیں ورنہ اور بھی بہت سے واقعات موجود ہیں کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی خوفِ خدا کا آئینہ دار تھی ۔اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے طفیل ہمیں بھی اپنے خوف سے آراستہ ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔آمین۔

حضرت بابا مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق وتحریر: سید محمد عمر شاہ

حضرت بابا مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کون تھے کیا تھے؟ آج لوگ اس نام سے نا آشنا ہیں۔اگر لاہور میں آج ہندو اور سکھ آباد ہوتے تو حضرت مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا بہت بڑا دربار بنا ہوتا جس کی دھوم پوری دنیا میں ہوتی کیونکہ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند تھے۔مگر آج یہ آستانہ ویران ہے۔

دہشت میں قیس نہیں کوہ پہ فرہاد نہیں
ہے وہی عشق کی دنیا مگر آباد نہیں
(ساغر نظامی)

حالات،عادات وسیرت

حضرت بابا مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ خالصہ راج یعنی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دورِ حکومت میں لاہور کے ایک مشہور مجذوب گزرے ہیں۔کنہیا لال جی (۱۸۸۸ء۔۱۸۳۰ء) نے آپ کا ذکر اس طرح کیا ہے،''یہ مستان شاہ بھی سکھی عہد میں ایک مجذوب برہنہ تن پھرا کرتا تھا۔'' (۱) اسی طرح مفتی غلام سرور

لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۹۰)ء۔ ۱۸۳۷ء) لکھتے ہیں،''مجذوبان باکمال وسرمستان اہل حال سے تھا، دنیا سے کمال بے زار تھا، کسی کے ساتھ اس کی گفتگو تک نہ تھی، خورد و نوش ولباس سے کمال استغنا تھا گرما وسرما میں برہنہ بدن پھرا کرتا۔''(۲) مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں،''آپ مجذوبان باکمال اور سرمستان صاحبِ حال بزرگوں میں سے تھے تارک الدنیا مستغنی المراج تھے۔ دنیا اور اہل دنیا سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ برہنہ سر اور برہنہ پا لاہور کے کوچہ و بازار میں پھرا کرتے تھے کبھی کبھی ویرانوں میں نکل جاتے سخت سردیوں میں ایک بھورے (کمبل) میں بسر کرتے مگر سوال کا لفظ بھی نہ زبان پر لاتے لوگ نذرانے پیش کرتے مگر آپ نگاہ میں نہ لایا کرتے تھے جو نذرانے سامنے ہوتے ضرورت مند حضرات خود ہی اٹھا کر لے جاتے اگر بچ جاتے تو خود اٹھا کر لوگوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔''(۳) مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ حدیقۃ الاولیاء (۱۲۹۲ھ) میں مزید رقم طراز ہیں، (حضرت مستان شاہ رحمۃ اللہ علیہ) کسی سے ہم کلام نہ ہوتا البتہ اپنے منہ سے کچھ کہتا رہتا، لوگ ہزاروں قسم کے کھانے اور لباس وزرِ نقد اس کے روبرو لا کر رکھتے وہ نظر توجہ سے ان کی طرف نہ دیکھتا، کوئی رکھ جاتا اور کوئی اٹھا کر لے جاتا کبھی کسی کو خود اٹھا کر دے دیتا۔''(۴)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خوراک مبارک

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں،''جب بھوک غالب ہوتی تو درختوں کی پتی کھا کر پیٹ بھر لیتا۔''(۵)

ایک کمال کاریگر

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں،''کمہاروں اور جولاہوں کے کارخانوں میں جب کبھی گزرتا، انہیں کا کام نہایت خوبی کے ساتھ کرنے لگ جاتا''(۶) خزینۃ

الاصفیاء (۱۲۸۱ھ) میں مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرما ہیں، ''بعض اوقات برتن ساز کلالوں کے پاس چلے جاتے اور مٹی کے برتن بنتے دیکھتے رہتے تھے اور ایک وقت آیا کہ انہوں نے خود برتن سازی شروع کر دی اور اس خوبصورتی سے برتن بناتے کہ دیکھنے والے دیکھتے رہ جاتے''۔(۷)

خود کلامی

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، ''خود ہی باتیں کرتے رہتے جو دوسروں کی سمجھ میں نہ آتی تھیں ایک بات کو دس دس بار تکرار کرتے۔''(۸)

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی عقیدت

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپہ کی تیغ بازی، وہ نگہ کی تیغ بازی

(علامہ محمد اقبال)

مہاراجہ رنجیت سنگھ نہایت سیکولر بے تعصب ایک سیکھ حکمران تھا۔ یہ ہر اُس انسان سے بغیر مہذب و ملت عقیدت و محبت رکھتا تھا جو عابد اور زاہد تھا۔ کنہیا لال جی رقم طراز ہیں ''مہاراجہ رنجیت سنگھ اس (مستان شاہ رحمۃ اللہ علیہ) کا کمال معتقد تھا اور ہزاروں روپے نذر دیتا مگر وہ ایک خرمہرہ نہ لیتا اور پھینک کر بھاگ جاتا۔''(۹) اسی طرح مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھتے ہیں، (مہاراجہ) رنجیت سنگھ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت تھی وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضری دیتا نذرانہ پیش کرتا مگر آپ توجہ نہ فرمایا کرتے بلکہ جواب میں گالیاں دیتے تھے۔''(۱۰) مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر رقم طراز ہیں، ''مہاراجہ رنجیت سنگھ والی پنجاب کو کمال اعتقاد اس کی نسبت تھا ہزاروں روپیہ وہ دیتا، مگر یہ نہ لیتا، ایک مرتبہ رنجیت سنگھ اپنے ہاتھی پر بٹھا کر قلعے کو لیے جاتا تھا، یہ ہاتھی کے اوپر سے کود پڑا''(۱۱)

شہزادہ کنور نونہال سنگھ کی شادی ۱۸۳۷ء میں ہوئی۔ شاندار شادی کے بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ زیادہ تر بیمار رہتے تھے اور ان کے زیادہ تر وقت خیرات اور دعا وغیرہ کرنے کرانے میں صرف ہوتا تھا۔ لالہ سوھن لال سوری (المتوفی ۱۸۵۲ء) جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے سرکاری روزنا مچی تھے رقم طراز ہیں، ''سرکار اٹھارہ تاریخ کو سوار ہو کر پہلے حضرت گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کے مزار اور ایک سو پچیس روپے پھر روضہ شاہ ابوالمعال رحمۃ اللہ علیہ پر پچاس روپے فقیر مستان شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہو کر ایک سو روپے اور بعد میں بابا کاہن سنگھ کے پاس حاضر ہو کر ایک سو پچیس روپے دعا کروا کر مبارک قلعہ میں جا داخل ہوئے۔'' (۱۲)

حضرت بابا مستان شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مہاراجہ رنجیت سنگھ کو گالیاں نکالنا اور کی عقیدت قابل غور ہے۔ راقم کے مطابق مہاراجہ رنجیت سنگھ ایک مردم شناس حکمران تھا اسے علم تھا کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا کیا مقام و مرتبہ ہے اور وہ جانتا تھا کہ دنیاوی بادشاہی اس فقیر کے قدموں تلے دبی ہے۔

نہ تخت نہ تاج نہ لشکر سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں

کرامات وخوارق

حدیقۃ الاولیاء میں مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں، ''ہزاروں خوارق و کرامت اس سے سرزد ہوئیں جن کا تذکرہ مخلوق (زمانہ راوی) کی زبان پر ہے۔'' (۱۳) جب کوئی اہل حاجت اس کے روبرو جاتا گفتگو گفتگو میں یہ اس کے مافی الضمیر کا حال کہہ دیتا'' (۱۴)

چیزوں کا بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے کام کرنا

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''ایک دفعہ راقم الحروف (مفتی غلام سرور

لاہوری رحمۃ اللہ علیہ) مزنگ سے لاہور آ رہا تھا جب میں حضرت شاہ اسمٰعیل محدث لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس (ہال روڈ) پہنچا تو میں نے دیکھا کہ مستان شاہ رحمۃ اللہ علیہ سڑک کے عین درمیان ننگے لیٹے ہوئے ہیں میں دوسرے لوگوں کے ساتھ انہیں دیکھنے کو کھڑا ہو گیا اُٹھے اور چاہ داتیاں جو مزار کے پاس ہی ہے کی طرف بڑھے کنویں سے ایک مٹی کی ٹنڈ اتاری چند اینٹیں جمع کیں اور ان سے دیگدان بنا کر ٹنڈ اوپر رکھ دی پالک کے ساگ کے چند پتے توڑے اس میں ڈالے خشک درختوں کی لکڑیاں جمع کیں اور نیچے آگ لگا دی اور ایک تالی ماری تو لکڑیوں میں آگ بھڑک اُٹھی ساگ پکنے لگا۔ ہانڈی جوش میں آ گئی اب آپ رحمۃ اللہ علیہ میری طرف متوجہ ہوئے اینٹ اٹھا کر مجھے کہنے لگے بھاگ جاؤ یہاں کیا لینے کھڑے ہو میں ڈرا مگر میں آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ مستان شاہ رحمۃ اللہ علیہ جس چیز پر تصرف کرتا ہے اس کی طرف ایک اشارے سے دوڑی چلی آ رہی ہے۔ وہ جس طرف ہاتھ اٹھاتے ہیں چیزیں کھینچی چلی آتی ہیں جدھر نظر اٹھاتے ہیں حسب منشاء چیزیں دوڑ دوڑ کر پاس آتی جاتی ہیں۔"(۱۵)

غیب سے کھانا کھلانا

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنا ایک واقعہ تحریر فرما ہیں، "شیخ وہاب الدین لاہوری میرے نہایت شفیق دوست تھے ایک بار ہم چند روز شہر سے باہر ایک ریت کے ٹیلے پر بیٹھے ہوئے تھے ہمیں بھوک نے ستایا کھانے کو کوئی چیز نہیں تھی ہم نے دیکھا کہ مستان شاہ چلے آ رہے ہیں میں نے کہا کہ مستان شاہ آئے ہیں ہمیں کھانے کے لیے کچھ نہ کچھ دیں گے میں نے کہا ہی تھا کہ مستان شاہ نے مڑ کر ہاتھ اُٹھایا اور غائب سے چند روٹیاں پکڑ کر ہمارے حوالے کر دیں ہم نے کھانا شروع کیں یہ روٹیاں روغنی بھی تھیں اور گرم بھی۔"(۱۶)

ایک تاریخی واقعہ

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''ایک تاریخی واقعہ ہے کہ ایک بار مہاراجہ رنجیت سنگھ کا ایک مصاحب امام شاہ کسی وجہ سے امرتسر میں گرفتار کرلیا گیا۔ اس کے عزیزوں نے حضرت شاہ سے دعا کی التجا کی جو شخص امام شاہ کی فریاد لے کر مستان شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ سناتا ہے کہ میں نے اچھا سا کھانا پکایا حضرت کی خدمت میں پیش کیا اور دل ہی دل میں امام شاہ کی رہائی کا سوچنے لگا۔ آپ نے بڑی رغبت سے کھانا کھایا مجھے دو انگلیوں سے اشارہ کیا اور تسلی دی اسی دن امام شاہ کو امرتسر سے رہا کردیا گیا اور پھر وظیفہ یومیہ مقرر کردیا گیا۔'' (۱۷)

چھپکلیاں زعفرانی چاول بن گئیں

محمد یوسف صاحب (پیدائش ۱۹۴۷ء) جو حضرت بابا نظام شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے کے پوتے ہیں اور وہ مزار مبارک کے گدی نشین ہیں اس کے علاوہ صاحب فکر اور باذوق انسان بھی ہیں۔ راقم الحروف کو حضرت بابا مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت بیان کرتے ہیں کہ ''ایک بار مزنگ گاؤں سے کچھ بلوچ برادری کے لوگ جو اس وقت مزنگ کے مالک تھے حضرت بابا مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ گئے اور کہا کہ بابا جی ہماری بچی کی شادی ہے آپ شادی میں شرکت کریں اور ہمارے بچی کو دعاؤں سے نوازیں۔ بابا جی نے جانے کے لیے اشارہ کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ زیادہ بولتے نہیں تھے وہاں جا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے کہا کہ آپ لوگوں نے مجھے جو کھانے کے لیے دینا ہے اس کا سامان مجھے دے دیں میں اپنا کھانا خود بناؤں گا انہوں نے کہا ٹھیک ہے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو برتن چاول اور تمام مصالہ جات دے دیے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں ایک طرف اینٹیں رکھ کر اس پر

ہانڈی رکھ دی اور پاس بیٹھ گئے لوگوں نے جب یہ دیکھا تو شور مچا کہ وہ دیکھو بابا بوڑھا کیا کرنے لگا ہے درویش آدمی ہے آؤ دیکھو یہ کیا کر رہا ہے یہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھ گئے۔ جب ہانڈی پکنے لگی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سامنے دیوار سے تین چار چھپکلیاں پکڑ کر ہانڈی میں ڈال دیں اور ہانڈی پر ایک پتھر رکھ دیا اور کہا کہ کوئی اس کو چھیڑے نہ میں ذرا پاس سے پانی لیکر آتا ہوں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ پانی لینے چلے گئے تو لوگوں نے کہا کہ ''دیکھو باباجی نے اس ہانڈی میں چھپکلیاں ڈال دی ہیں یہ تو پورا زہر ہے یہ بابا خود بھی مرے گا اور ہم کو بھی مارے گا۔'' ان لوگوں میں سے کسی ایک نے یہ کہہ کر ہانڈی کا ڈھکن اُٹھا دیا کہ چلو دیکھتے ہیں کہ کیا پکا ہے۔'' جب ڈھکنا اُٹھایا تو اس میں بہت عمدہ چاول نظر آئے جس کی زعفرانی خوشبو نے ماحول کو مہکا دیا خوشبو جہاں جہاں گئی ان لوگوں کی زندگی ہی بدل گئی۔ روحانی اور ایمانی دولت سے مالا مال ہو گئے۔ اور جن لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہانڈی کا ڈھکنا اُٹھایا تھا ان کے گھر میں بہت سختی آئی کیونکہ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات نہیں مانی تھی''۔

وفات

حضرت بابا مستان شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۲۷۳ھ میں واقع ہوئی تھی۔ (۱۸)

حدیقہ الاولیاء میں اس طرح لکھا ہے۔

''آخر سال ایک ہزار دو سو تہتر ہجری میں (مستان شاہ) فوت ہوا قبر لاہور میں ہے'' (۱۹) مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ مبارک اس طرح کہی ہے،

شہ مستان حق دیوانہ عشق چو از دنیا بفردوس بریں رفت

بگو عاقل ولی مستانہ عشق بسالِ ارتحال آں شہِ دین

۱۲۷۳ھ (۲۰)

محمد یوسف صاحب (پیدائش ۱۹۴۷ء) اپنے بزرگوں سے سنی روایات بیان

کرتے ہیں کہ جب ''حضرت بابا نظام شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا، اُس وقت بابا مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ شہر میں تھے اُن کو علم ہوا کہ بڑے بھائی دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں فوراً جنازے میں پہنچے اور جب قبر میں اتارنے لگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو اشارے سے میت کو اکیلا چھوڑنے کے لیے کہا تا کہ بھائی بھائی سے کچھ بات کر لے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آخری دیدار کے لیے چہرہ مبارک کھولا رخ مبارک پر بوسہ دیا پھر حضرت بابا شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کی آواز آئی بھائی گھبرانا نہیں کچھ سال بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی میرے پاس آ رہے ہیں اور زیادہ بات نہیں کرنی ورنہ دنیا کہے گی کہ باباجی نے مکر کیا ہوا ہے۔'' محمد یوسف صاحب یہ واقعہ بیان کر کے کہتے ہیں کہ یہ الفاظ ایسے ہیں۔ حضرت بابا نظام شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۸۵۲ء اور حضرت بابا مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۸۵۶ء میں ہوا۔

خاندان، حسب نسب اور قوم

راقم نے محمد یوسف صاحب سے حضرت بابا مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے یہ بیان کیا، ''بابا نظام شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ اور مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ دونوں سگے بھائی تھے ان کی قوم کشمیری ہاتھو یعنی ہاتھوں سے مزدوری کرنے والے تھی۔ اور ان کے والد کا نام نہیں معلوم ہو سکا میں نے بہت کوشش کی یہاں تک کے لاہور عجائب گھر اور پنجاب پبلک لائبریری تک گیا ہوں مگر معلوم نہیں ہو سکا'' راقم نے بھی کئی کتب میں تلاش کیا کہ کہیں کچھ ملے مگر نہیں مل سکا کیونکہ لاہور کے کسی بھی مورخ و تذکرہ نویس نے ان کے حسب و نسب ذکر نہیں کیا۔ راقم کے خیال میں یہ دونوں بزرگ مجذوب تھے اور جلالی بھی تھے زیادہ کسی سے بات نہیں کرتے تھے اس لیے کسی کی ہمت نہ پڑتی ہو گی ان سے زیادہ گفتگو کرنے اور اُن کے آباء و اجداد کے متعلق جاننے کی اس لیے ان

کے حسب ونسب کا پتہ نہ چل سکا۔

حضرت بابا مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کی اُولاد

محمد یوسف صاحب بتاتے ہیں کہ ''بابا مستان شاہ رحمۃ اللہ علیہ درویش آدمی تھے مجذوب رہا کرتے تھے اس لیے ان کی کوئی اُولاد نہیں ہے۔

مزار مبارک

حضرت بابا مستان شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری کے دو آسان راستے قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

۱۔ قرطبہ چوک، میٹرو بس لاہور کے اسٹیشن نمبر ۱۰ قرطبہ چوک جس کا پرانا نام مزنگ چونگی ہے سے جو سڑک میانی صاحب قبرستان کو جاتی ہے اسے بہاول پور روڈ کہتے ہیں اس بہاول پور روڈ پر مشہور احاطہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے بالکل سامنے احاطہ پراچہ کو جاتا ایک راستہ آتا ہے جس پر ایک بوڈ لگا ہے ''بابا گوھر بار چشتیہ'' اس راستے سے ہوتے ہوئے سیدھا حضرت عارف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے قریب ''احاطہ میاں جلال الدین'' آتا ہے اس احاطہ کی بیک سائیڈ پر ''حضرت بابا نظام شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ'' کا احاطہ آتا ہے اس احاطہ میں حضرت نظام شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے قریب دائیں طرف حضرت بابا مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک واقع ہے۔

۲۔ بہاول پور روڈ سے غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی طرف جاتے ہوئے ایک روڈ آتا ہے اس روڈ کا پرانا نام دل افروز تھا کیونکہ اس روڈ پر ایک کوٹھی تھی جس کا نام دل افروز تھا اب اس کا نام ایک بزرگ کے نام پر ''چراغ دین'' روڈ رکھ دیا گیا ہے۔ اس روڈ پر حمید نظامی بانی روز نامہ ''نوائے وقت'' اور آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ ایڈیٹر چٹان کی قبور بھی ہیں اور یہاں مورخ

پنجاب رائے بہادر سید محمد لطیف کے احاطہ کے قریب حضرت نظام شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے مزاز کے دائیں طرف حضرت بابا مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک واقع ہے۔

مزار مبارک کا حال

یہ عجیب بات قابل غور ہے کہ لاہور شہر کے یہ دو مجذوب یعنی حضرت مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت نظام شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ دونوں کا ایک زمانہ ہے اور دونوں کا انتقال بھی قریب قریب ہوا ہے یعنی حضرت نظام شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۸۵۲ء اور حضرت مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۸۵۶ء میں ہوا۔ مگر یہ ایک عجیب بات ہے کہ لاہور کے دو مشہور مورخ رائے بہادر کنہیا لال اور مولوی نور احمد چشتی جہاں انہوں نے لاہور کے کئی مقامات اور بزرگان دین کا ذکر تحریر کیا ہے قابل حیرت ہے کہ وہاں دونوں نے اِن دونوں بزرگوں میں سے ایک کا ذکر کیا اور ایک کا ذکر چھوڑ دیا مثلاً مولوی نور احمد چشتی نے حضرت نظام شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر لکھا اور بابا مستان شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر چھوڑ دیا اس طرح کنہیا لال جی نے مستان شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا اور حضرت نظام شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ چھوڑ دیا۔

کنہیا لال جی نے قبرستان میانی صاحب کے دس مشہور نامی احاطوں کا ذکر کیا اور حضرت مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ کو نواں احاطہ قبر مستان شاہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں ''ایک اور چبوترہ سفید منقش پختہ بنا ہے اس پر قبر مستان شاہ کی ہے۔'' (۲۱) کنہیا لال جی مزید لکھتے ہیں کہ ''اور چبوترے قبور کے بھی اسی احاطے میں بہت ہیں۔'' (۲۲)

مزار مبارک کی موجودہ حالت (۲۰۱۷ء)

جیسے ہی دل افروز روڈ جس کا نام اب ''چراغ دین'' روڈ ہے سے احاطہ حضرت

بابا نظام شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف آئیں آپ کو احاطہ تک پہنچنے کا راستہ پختہ ملے گا کیونکہ ابھی حال میں ہی محمد یوسف صاحب نے مورخہ ہفتہ ۲۰۱۷-۳-۱۱ کو شام مغرب تک احاطہ کی گزرگاہ اپنے ذاتی خرچہ سے پختہ کروادی ہے۔ زمین پر سمینٹ کی ٹائلیں لگوادی ہیں جس سے احاطہ کی خوبصورتی میں اضافہ ہوا ہے اور گزرنے والوں کو بہت آسانی ہوتی ہے۔

یہ مزار مبارک ایک پختہ تھڑے کے اوپر سفید سنگ مرمر کی چھوٹی دیواری (باؤنڈری) چبوترے پر ہے تعویز مبارک پختہ سنگ مرر کا ہے جس پر سبز رنگ کیا گیا ہے اس چبوترے پر ایک باریک چھت ہے جو چھے ستونوں پر قائم ہے۔

سنگ مرمر کی باؤنڈری وال کے دائیں طرف علامہ اقبال کا شعر:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

اور اسی طرح بائیں ہر حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ نعتیہ یہ شعر تحریر ہوا ہے۔

کتھے مہر علی کتھے تیری شناء
گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں

مزار شریف کے سرہانے کی پچھلی طرف مزار شریف کے تھڑے کے کنارے پر ایک چوڑا چھوٹا سا منارا بنا ہوا ہے جس کے اوپر سبز گول گنبد ہے اور درمیان میں جھروکہ نما چراغ دان بنا ہوا ہے۔ اس منارے کے ساتھ باریک سفید چھوٹی دیوار ملی ہوئی ہے۔ محمد یوسف صاحب بتاتے ہیں کہ ''ہمارے والد صاحب نے اس منارے کو چھیڑنے نہیں دیا کہ قدیم ہے اس لیے یہ مزار تبدیلی سے بچ گیا''۔

مزار مبارک کا کتبہ

مزار مبارک پر پہلے کوئی کتبہ نصب نہیں تھا موجودہ کتبہ بعد میں نصب کیا گیا ہے

جس پر مندرجہ ذیل عبادت درج ہے۔

محراب نما سنگ مرمر کے کتبے کے ابتدا کے مرکز میں اللہ لکھا ہے۔اس کے نیچے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہے۔اس کے نیچے کلمہ طیبہ اوراس کے دائیں بائیں یا اللہ یا محمد لکھا ہوا ہے پھر اس کے نیچے ایک قرآن آیت لکھی ہے،

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾

پھر اس کے نیچے لکھا ہے۔

مزار حضرت بابا مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

وصال ۱۸۵۶ء

گدی نشین

پیر شاہ، پیر اندتہ، رحیم بخش

اللہ بخش، محمد یوسف۔

مزار مبارک کی دیکھ بھال اور آرائش وزیبائش کا تمام انتقام محمد یوسف صاحب کے ذمہ ہے جو بڑی محبت وعقیدت سے کرتے ہیں۔ایک وقت تھا جب لاہور کے ہندو مسلمان، سکھ سب اس آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتے تھے اور آج یہ اپنے عقیدت مندوں کی توجہ کا منتظر ہے۔

حوالہ جات

۱۔ تاریخ لاہور از کنہیا لال، صفحہ ۲۹۵ ناشر مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور۔

۲۔ حدیقۃ الاولیاء (اردو) از مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ ۲۸۵ ایڈیشن ۲۰۱۶ ناشر پروگریسو بکس یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔

۳۔ خزینۃ الاصفیاء (فارسی) از مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، اردو ترجمہ پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم۔اے، سال طباعت ترجمہ: ۱۹۹۰ء صفحہ ۴۶۰ جلد ۷ ناشر فیاض کرمانی پبلشرز ۲۵ میں بازار شام نگر چوبرجی لاہور۔

۴۔ حدیقۃ الاولیاء (اردو) از مفتی غلام سرور لاہور رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ ۲۸۵ ایڈیشن، ۲۰۱۶ء ناشر پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔

۵۔ ایضاً،صفحہ ۲۸۶۔

۶۔ ایضاً،صفحہ ۲۸۵۔

۷۔ خزینۃ الاصفیاء (فارسی) از مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، (اردو) ترجمہ پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم اے، سال طباعت ترجمہ: ۱۹۹۰ صفحہ ۴۶۰ جلد ۷ ناشر فیاض کرمانی پبلشرز۔ ۲۵ میں بازار شام نگر چوبرجی لاہور۔

۸۔ ایضاً صفحہ ۴۶۰۔۴۶۱۔

۹۔ تاریخ لاہور از کنیالال صفحہ ۲۹۵ ناشر مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور۔

۱۰۔ خزینۃ الاصفیاء (فارسی) از مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اردو ترجمہ پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی اہم اے، سال طباعت ترجمہ: ۱۹۹۰ء صفحہ اوّل ۴۶۱ جلد ۸، ناشر فیاض کرمانی پبلشرز ۲۵ مین بازار شام نگر چوبرجی لاہور۔

۱۱۔ حدیقۃ الاولیاء (اردو) از مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ ۲۸۶ ایڈیشن، ۲۰۱۶ء ناشر پروگریسو بکس یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔

۱۲۔ عمدۃ التواریخ (۱۸۸۶ء فارسی) از لالہ سوھن لال لاہور صفحہ ۴۴۶ دفتر ۳ ترجمہ پنجابی گرمکھی سن طباعت ۲۰۰۱ء پنجابی گرمکھی ترجمہ امرونت سنگھ۔ دفتر ۳ جلد ۵ گرونانک دیو یونیورسٹی امرتسر انڈیا پنجابی گرمکھی عبارت کا اردو ترجمہ مقالہ نگار، سید محمد عمر شاہ۔

۱۳۔ یہاں مراد واقعہ نگار (مفتی صاحب) کے زمانے کی مخلوق ہے۔

۱۴۔ حدیقۃ الاولیاء (اردو) از مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ ۲۸۶ ایڈیشن، ۲۰۱۶ء ناشر پروگریسو بکس یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔

۱۵۔ خزینۃ الاصفیاء (فارسی) از مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اردو ترجمہ پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی۔ ایم۔ اے سال طباعت ترجمہ: ۱۹۹۰ء صفحہ ۴۶۱ جلد ۷ ناشر فیاض کرمانی پبلشرز ۲۵ مین بازار شام نگر چوبرجی لاہور۔

۱۶۔ ایضاً۔

۱۷۔ صفحہ ۴۶۲ ایضاً۔

۱۸۔ ایضاً۔

۱۹۔ حدیقۃ الاولیاء (اردو) از مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ ۲۸۶ ایڈیشن، ۲۰۱۶ء ناشر پروگریسو بکس یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔

۲۰۔ خزینۃ الاصفیاء (فارسی) از مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اردو ترجمہ پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم اے، سال طباعت ترجمہ: ۱۹۹۰ء صفحہ اوّل ۴۶۲ جلد ۷، ناشر فیاض کرمانی پبلشرز ۲۵ مین بازار شام نگر چوبرجی لاہور۔

۲۱۔ تاریخ لاہور: از کنہیالال صفحہ ۲۹۵ ناشر مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور۔

۲۲۔ ایضاً۔

☆☆☆

عشقِ احمد میں پھڑکنے والے! (منقبت)

عشقِ احمد میں پھڑکنے والے!
دل میں دشمن کے کھٹکنے والے!

مہرِ علم و فن و ماہِ تحقیق
میں فدا تجھ پہ، دمکنے والے!

ہے بجا تجھ کو سیوطی جو کہیں
یعنی لکھ لکھ کے نہ تھکنے والے!

آج بھی تیری کتابوں کے طفیل
خیر پاتے ہیں بلکنے والے

آج بھی تیرے فتاویٰ کے سبب
فیض پاتے ہیں بھٹکنے والے

تیری خوشبو سے معطر ہے جہاں
یوں مہکتے ہیں، مہکنے والے

تیرے نغموں کی ہیں جگ میں دھومیں
یوں لہکتے ہیں، لہکنے والے

روشنی علم کی پھیلائی ہے
یوں جھلکتے ہیں جھلکنے والے

آج شہرہ ہے رضاؔ کا واحدؔ
یوں چمکتے ہیں، چمکنے والے

کلام: صاجزادہ ابوالحسن واحدؔ رضوی

آیئے! ذہن کو چمکاتے ہیں (منقبت)

آیئے! ذہن کو چمکاتے ہیں
آیئے! عشق کو بھڑکاتے ہیں

آؤ! کرتے ہیں کسی کی مدحت
آؤ! عُشّاق کو تڑپاتے ہیں

کس کی مدحت ہے؟ انوکھے مضموں
خود بخود پاس چلے آتے ہیں

عمدہ جتنی ہیں تراکیب وہ سب
اور قوافی بھی کھنچے آتے ہیں

آگے آگے ہیں معانی خود ہی
لفظ، توصیف پہ اُکساتے ہیں

بلبلِ باغ مدینہ کا ہے ذکر
ہر طرف پھول کھلے جاتے ہیں

میرے ممدوح وہ اعلیٰ حضرت
تذکرے جن کے چھڑے جاتے ہیں

ہاں وہی، آج بھی اہل سنت
نام پر جن کے مچل جاتے ہیں

ہاں وہی علم لدنی کے امیں
ہاں وہی جن کو فنون آتے ہیں

اُن کے آگے ہیں محقق حیراں
اور مفتی جو ہیں، گن گاتے ہیں

آج بھی دورِ رضا چلتا ہے
جام الفت کے وہ پلواتے ہیں

ابر لطف اُن کا گھرا رہتا ہے
بارشِ فیض وہ برساتے ہیں

ہے رواں علم کا دریا اُن کا
آج بھی تشنہ لباں آتے ہیں

خوشہ چینوں میں مفسر شامل
اور محدث بھی نظر آتے ہیں

کنزالایماں کے، حدائق کے نثار
اہل دل اِن سے جلا پاتے ہیں

اُن کی تحریرِ فتاویٰ پہ فدا
کیا براہین، سجا لاتے ہیں

اختلاف اُن سے نہیں ہے آساں
مستند ایسا وہ فرماتے ہیں

اب نہ آئے گا کوئی اُن سا امام
روز روز ''ایسے''، بھلا، آتے ہیں؟

منقبت اُن کی کہیں کیا شاعر
شعر کہتے ہوئے شرماتے ہیں

ہاں مگر اُن کی ثنائیں گا کر اپنے چہروں کو وہ چمکاتے ہیں
کی رضاؔ نے گلِ طیبہ کی ثنا لوگ نغماتِ رضاؔ گاتے ہیں
یونہی تاحشر رہے گا چرچا جو بھی گاتے ہیں وہ گن گاتے ہیں
منقبت کیوں نہ کہوں میں واحدؔ وہ جو خود مجھ سے کہلواتے ہیں
خود وہ رکھتے ہیں عنایت کی نظر خود مضامیں، مجھے بتلاتے ہیں

قبل الله مساعيه وما
كسب الشّيخ لذخر العقبىٰ

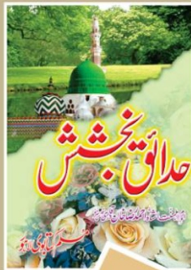
کلام: صاحبزادہ ابوالحسن واحدؔ رضوی

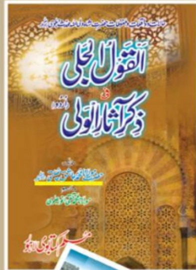


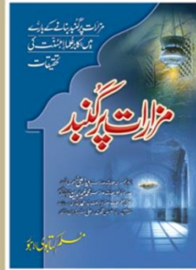
حضرت مفتی محمد سلیم بریلوی مدظلہ العالی
(منظر اسلام، بریلی شریف) کے لیے صدمہ

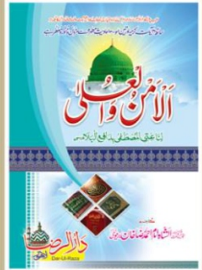
مؤرخہ 4 رجب المرجب 1438ھ مطابق 2 اپریل 2016ء کو منظر اسلام درگاہ اعلیحضرت، بریلی شریف کے مفتی اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف کے مدیرِ اعزازی حضرت مولانا مفتی محمد سلیم بریلوی مدظلہ العالی کے والدِ گرامی جناب حاجی ابرار صاحب کا انتقال ہوگیا۔ مرحوم کی نمازِ جنازہ قصبہ بھیڑی، ضلع بریلی شریف بازار والی مسجد میں ادا کی گئی۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ مرحوم کی مغفرت فرما کر درجات بلند فرمائے اور غم والم کی اس گھڑی میں حضرت مفتی محمد سلیم بریلوی مدظلہ العالی کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

قابلِ مطالعہ کتابیں

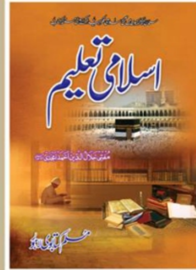










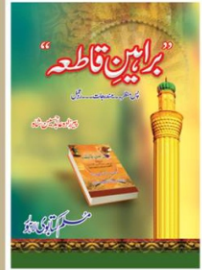





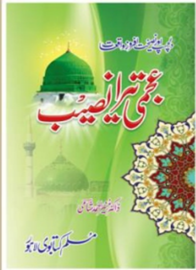


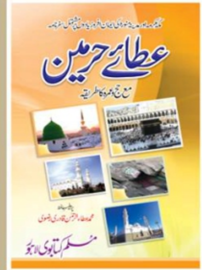




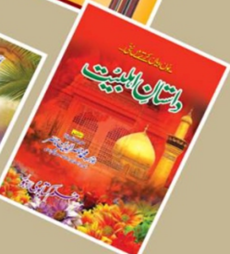










مسلم کتابوی
داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور
042-37225605
Email:muslimkitabevi@gmail.com